

توبہ واستغفار

تحریر:- شیخ علی ططاوی

اللہ تعالیٰ نے انسان کے خیر میں دنیا کی محبت ڈال دی ہے۔ اسی لئے انسان ہر وقت آرزوئیں کو تاپتا رہتا ہے، مال و دولت اور عورتوں سے اختلاط اسے بہت مرغوب ہے، غصے اور انتقام کا جذبہ اس کی گھٹی میں ہے۔ پھر اس پر شیطان مسلط ہے جو ہر وقت اسے بدکاری اور فحاشی کے سبز باغ دکھاتا رہتا ہے اور گناہ کے کام اس کے سامنے حسین بنا کر پیش کرتا ہے۔ مزید برآں اس کے اندر بھی ایک نفس امارہ موجود ہے جسے صرف برے اور حرام کاموں کی ہی رغبت اور خواہش رہتی ہے اور ان کاموں میں شیطان اس کی مدد کرتا ہے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کر گزرتا ہے۔

کیلئے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم چاہو تو تمہارے سارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور پھر تم ایسے ہو جاؤ گے گویا کہ تم نے گناہ کیا ہی نہ تھا بلکہ اس کا بھی امکان ہے کہ گناہوں کے بدلے تمہارے صفحہ اعمال میں نیکیاں درج کر دی جائیں۔ اسی طرح جیسے کوئی تاجر اپنے کھاتے میں آپ کے نام سودینار ڈال رکھے ہوں۔ لیکن پھر وہ نہ صرف یہ کہ ساری رقم آپ کے نام سے کاٹ دے اور کھاتہ صاف کر دے بلکہ مزید سودینار

”الایہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔“

توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے جب تک آدمی تندرست اور صحیح و سالم ہے۔ اس حالت میں اگر کبھی توبہ کر لیتا ہے تو اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔

یہ دروازہ صرف نزع سلعہ وقت بند ہوتا ہے جب جان نکلنے کے قریب ہوتی ہے اور انسان ناگزیر حقیقت کا سامنا کر رہا ہوتا ہے اور اپنی آنکھوں سے ان حقیقتوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے جن کی خبر آنحضرت ﷺ نے دی ہے۔ ایسے وقت میں توبہ لا حاصل ہے۔ اس لئے کہ توبہ دراصل نام ہے۔

برائی سے محفوظ رہنے کی صورت یہی ہے کہ اس سے دور رہا جائے۔ اس کے تمام راستے بند کر دیئے جائیں اور ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہا جائے جو غلط کاموں سے رغبت رکھتے ہیں یا ان کی ترغیب دیتے ہیں۔

آپ کی طرف سے اپنے کھاتے میں جمع کر لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”الامن تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سینئتهم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما۔“ (الفرقان ۷۰)

اپنے ارادے اور اختیار سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر اطاعت کی طرف لوٹنے کا اور اس وقت یعنی حالت نزع تو اسے جبر اور

ان حالات میں اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو نافرمانی کی سزا اور گناہوں کے نتائج سے چنے کے لئے اسے کیا کرنا چاہئے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے گناہ گار

بزدل لوٹایا گیا ہے۔ اس لئے یہ توبہ اور اقرار سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ اب تو اس کا اختیار ہی سلب ہو چکا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”انما التوبة على الله للذين يعلمون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب الله عليهم وكان الله عليما حكيما وليست التوبة للذين

میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی اور اسی طرح توبہ ان کے لئے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے تو ہم نے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔“ توبہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ توبہ کرنے والا ہر مے کام سے کنارہ کش ہو جائے۔

خود غور کیجئے! آپ راستے میں چلے جا رہے ہیں ایک شخص کھڑکی کھول کر آپ پر گندا

راستہ وہ نہیں ہے جس پر اسے جانا ہے، یعنی اسے احساس ہو جاتا ہے کہ وہ غلط راہ پر چل رہا ہے۔ دراصل یہ محسوس کر لینا ہی بنیادی بات ہے اس لئے کہ اگر غلطی کا احساس ہی نہ ہو تو درست راہ مل ہی نہیں سکتی۔

لیکن اگر جان لینے کے باوجود وہ اس نتیجے پر عمل نہ کرے جو اس علم سے نکلتا ہے اور غلط راہ پر ہی چلتا رہے تو اسے یہ جان لینا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

یہ طریق کار نہ صرف بہت بڑا گناہ ہو گا بلکہ نتائج کے لحاظ سے انتہائی خطرناک بھی ہو گا اس لئے کہ جو شخص جانتا ہی نہیں کہ وہ غلط راہ پر چل رہا ہے اسے تو پھر بھی کسی حد تک معذور قرار دیا جاسکتا ہے لیکن جو جانتا ہے اور جاننے کے باوجود قصداً غلط راہ پر چلا جا رہا ہے اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ جو برائیاں اور گناہ کر چکا ہے ان کے بدلے نیکیاں کرے اور جو خرابیاں سرزد ہو چکی ہیں ان کی اصلاح کرے یعنی اپنا کردار بدل کر اور درست راہ اختیار کر کے اپنی توبہ کو پورا پورا حقیقی رنگ دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) ”كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم.“ (الانعام ۵۳)

تمہارے رب نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ یہ اس کا رحم و کرم ہی تو ہے کہ تم میں سے اگر کوئی نادانی کے ساتھ کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھا ہو، پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو وہ اسے معاف کر

انسان جو برائیاں اور گناہ کر چکا ہے

اسکے بدلے نیکیاں کرے اور جو خرابیاں

سرزد ہو چکی ہوں انکی اصلاح کرے اپنا

کردار بدل کر درست راہ اختیار کرے اپنی

توبہ کو پورا پورا حقیقی رنگ دے۔

پانی پیچک دیتا ہے۔ آپ اسے برا بھلا کہتے ہیں وہ آپ سے معذرت بھی کرتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ گنداپانی بھی آپ پر اندھا لے جاتا ہے۔ کیا آپ اس کی معذرت قبول کر لیں گے؟

توبہ کی روح بھی ہے اور جسم بھی

توبہ کی روح توبہ ہے کہ گناہ کے برا ہونے کا شعور پیدا ہو جائے اور جسم سے مراد گناہوں سے باز رہنا ہے۔

اس بات کو اس مثال سے سمجھئے کہ ایک شخص سڑک پر چلا جا رہا ہے۔ اسے ایک کتبہ نظر آتا ہے جسے پڑھ کر وہ جان لیتا ہے کہ یہ

يعلمون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال اني تبت الان ولا الذين يموتون وهم كفار اولئك اعتدنا لهم عذابا الیما۔“ (النساء ۱۸)

ہاں یہ جان لو کہ اللہ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کیلئے ہے جو نادانی کی وجہ سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں اور اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ اپنی نظر عنایت سے پھر متوجہ ہو جاتا ہے اور اللہ ساری باتوں کی خبر رکھنے والا اور حکیم و دانہ ہے۔ مگر توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو مے کام کیے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان

دیتا ہے اور نرمی سے کام لیتا ہے۔

(۲) الا الذین تابوا من بعد ذلك واصلحوا فان الله غفور رحیم۔ (آل عمران: ۸۹)

”البتہ وہ لوگ اس سے سچ جائیں گے جو توبہ کر کے اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں۔ اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“

(۳) الا الذین تابوا واصلحوا و بینوا فالولئک اتوب علیہم۔ (البقرہ: ۱۶۰)

”البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں اور جو کچھ چھپاتے تھے اسے بیان کرنے لگیں ان کو میں معاف کر دوں گا۔“

اور اصلاح یہ ہے کہ آپ فی الواقع گناہ ترک کر دیں اور آپ کا دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم، عزم صادق ہو۔

اب اگر آپ نے پختہ ارادہ اور عزم صادق کر لیا، پھر کسی وقت نفس غالب آگیا یا حالات نے مجبور کر دیا اور آپ کوئی گناہ کر بیٹھے اور پھر آپ نے توبہ کی تو دوبارہ آپ کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ اگرچہ آپ یہ حرکت بار بار کریں اور بار بار توبہ کریں پھر بھی توبہ قبول ہو جائے گی۔

بعض طیکہ آپ کے بنیادی عزم میں لغزش نہ آنے پائے اور دل میں یہ کہنے لگیں کہ جب خواہشات سے مجبور ہوں گا تو گناہ کر لوں گا اور بعد میں توبہ کر لیا کروں گا۔ ظاہر ہے ایسی توبہ سچی توبہ نہ ہوگی اور نہ مقبول ہوگی۔

یہ طریق کار تو اس توبہ کا ہے جو حقوق اللہ کے ضمن میں کی جائے۔ اس میں یہ

(الزمر: ۵۳)

”(اے نبی) اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

گویا توبہ نام ہے برائیوں کو چھوڑ کر نیکی کی طرف لوٹنے کا اور استغفار سے مراد اللہ سے مغفرت طلب کرنا ہے۔ استغفار کا حکم بھی خود شریعت نے دیا ہے اور اس کی بہت ترغیب دی گئی ہے۔

ارشاد ربانی ملاحظہ کیجئے:

(۱) هو انشاکم من الارض و استعمر کم فیہا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ۔ (ہود: ۶۱)

”وہی ہے جس نے تم کو زمین سے

کافی ہے کہ آپ اپنے سابقہ گناہوں پر تادم ہو کر گناہ کے ارتکاب سے باز آجائیں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا سچا عزم کر لیں۔

لیکن حقوق العباد کا معاملہ مختلف ہے۔ اگر آپ نے کسی پر ظلم کیا ہے یا کسی کا مال کھالیا ہے یا اسے جسمانی ایذا دی ہے یا کسی کی توہین کی ہے یا کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دی ہے یا غیبت کی ہے یا چغلی کھائی ہے یا بد نام کیا ہے تو ان سب اقدامات اور ان سے ملتی جلتی صورتوں میں ضروری ہے کہ حقدار کو اس کا حق ادا کیا جائے یا پھر اللہ تعالیٰ آپ پر یہ عتایت فرمائے کہ اسے آپ سے راضی کر دے۔ ورنہ آپ کی توبہ قبول نہ ہوگی اور قیامت کے دن مظلوم کو آپ کی نیکیاں دیدی جائیں گی یا اس کے گناہ آپ کے کھاتے میں ڈال

جو آدمی اپنی روش سے باز آ جائے اپنے

طرز عمل کی اصلاح کر لے اور جو کچھ

چھپاتے تھے اسے بیان کرنے لگے خدا

انکی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بتایا ہے لہذا تم اس سے دیئے جائیں گے۔

معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ۔“

(۲) واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ ان ربی رحیم ودود۔ (ہود: ۹۰)

”دیکھو! اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف پلٹ آؤ بے شک میرا رب رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔“

رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔“

(۳) و یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ۔ (ہود: ۵۲)

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔

”اور اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلو۔“
اس قسم کی تلقین مختلف انبیاء کی زبانی قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے جس میں ہر نئی اپنی قوم کو نصیحت کرتا ہے اور انہیں اپنے رب سے معافی مانگنے اور اس کے عذاب سے نجات پانے کا طریقہ سکھاتا ہے۔
علاوہ ازیں گناہ گاروں کے مختلف درجے ہیں مثلاً جو لوگ کافر تھے اور اسی حال میں مر گئے ان کی مغفرت کی تو کوئی امید نہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الله لا يغفر ان يشرك به۔ (النساء: ۴۸)

”اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا۔“
آیت میں لفظ شرک آیا ہے اور مشرکین کا کفر اہل کتاب کے کفر کے مقابلہ میں زیادہ شدید ہے، لیکن اس آیت کا اطلاق اہل کتاب اور مشرکوں پر یکساں ہوتا ہے۔ مہمیں جو شخص حالت کفر مر گیا اس کے لئے ”رحمۃ اللہ“ یا ”غفر اللہ لہ“ کا استعمال جائز نہیں اور نہ اسے ”مرحوم و مغفور“ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن مسلمان گنہگار اگر توبہ کئے بغیر مر جائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ چاہے گا تو اسے بخش دے گا، کیونکہ فرمایا گیا ہے:

و يغفر ما دون ذلك لمن يشاء۔ (النساء: ۴۸)

”اے اللہ! اس کے سوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کیلئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔“
اور اگر چاہے گا تو انہیں جہنم کا عذاب دے گا لیکن وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے، کسی شخص کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جہنم

کے سپرد کیے کر سکتے ہیں۔
اب رہ گئے توبہ کرنے والے تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم و احسان سے ان کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ یہ تو ان کے متعلق ہے جو گناہ کر لینے کے بعد توبہ کرتے ہیں، اس کے برعکس وہ لوگ جو ارادہ گناہ کے بعد اور مرتکب گناہ ہونے سے پہلے ہوش میں آجاتے ہیں اور خوف الہی کے زیر اثر گناہ کی شدید خواہش کے باوجود اس کے ارتکاب سے باز رہ کر توبہ کر لیتے ہیں، ان کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔

مثلاً ایک شخص شیطان کے فریب میں آکر زنا پر آمادہ ہو جاتا ہے اور پھر جب اس کے تمام ذرائع مہیا ہوتے ہیں یا اقدام کے قریب ہوتا ہے، اسے اللہ یاد آجاتا ہے اور وہ ایسی حالت میں زنا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے کہ اس پر شہوت نفسانی پوری طرح سوار ہے اور دل میں رغبت موجود ہے، مگر ایسے لوگ کہاں ہیں؟ اللہ کے ان خاص بندوں کے سوا جنہیں اس نے اپنی عنایت سے ایسی توفیق عطا کی ہو دوسروں کے لئے یہ عمل بہت دشوار ہے۔ اس لئے کسی کو اس قسم کا تجربہ کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی خطرناک مرض کے جراثیم اس خیال سے اپنے جسم میں داخل کرتا ہے کہ اس کی قوت مدافعت اس شخص کے مقابلہ میں زیادہ ہو جائے گی جو کبھی اس مرض کے قریب نہیں گیا۔ جبکہ مرض کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہو جانے کا امکان ایک فیصد ہے اور ہلاک ہو جانے کا خطرہ ننانوے فیصد اور یہ تو جسمانی مرض کی بات ہے۔ اس کے برعکس گناہ سے ایک بار

رک جانے سے دوبارہ گناہ نہ کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوتی اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اگر ایک بار حج گیا تو پھر وہ کبھی اس میں مبتلا نہ ہو سکے گا۔
مہمیں برائی سے محفوظ رہنے کی صورت یہی ہے کہ اس سے دور رہا جائے، اس کے تمام راستے بند کر دیئے جائیں اور ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہا جائے جو غلط کاموں سے رغبت رکھتے ہیں یا ان کی ترغیب دیتے ہیں۔
عربی کی ایک مثل ہے:

”الضاحب صاحب“ دوست اور ساتھی اپنے ساتھ گھسٹنے والا ہوتا ہے اور انسان اپنے دوست کا مذہب اختیار کرتا ہے۔
ایک پرانا مقولہ ہے:

’آپ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ آپ کے دوست اور رفیق کون لوگ ہیں۔ میں آپ کو بتا دوں گا کہ آپ کیا ہیں۔‘
چنانچہ نوجوانوں کو محتاط اور ہوشیار رہنا چاہئے۔

فرمان نبوی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے مہینے میں وصال فرمایا۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر کچھ مسلمانوں نے بھی وصال کیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ”اگر مہینہ دراز ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ حد سے بڑھنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے تم لوگ تو میرے برابر نہیں ہو۔ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔“